روزنامہ
Daily AFLAK
افلاک
ایڈیٹر انچیف
نعمان عامر چوہدری
ایڈیٹر
آسیہ چوہدری

روزنامہ
Daily AFLAK
افلاک
ایڈیٹر انچیف
نعمان عامر چوہدری
ایڈیٹر
آسیہ چوہدری

روزنامہ
Daily AFLAK
افلاک
ایڈیٹر انچیف
نعمان عامر چوہدری
ایڈیٹر
آسیہ چوہدری

روزنامہ
Daily AFLAK
افلاک
ایڈیٹر انچیف
نعمان عامر چوہدری
ایڈیٹر
آسیہ چوہدری

روزنامہ
Daily AFLAK
افلاک
ایڈیٹر انچیف
نعمان عامر چوہدری
ایڈیٹر
آسیہ چوہدری

# تبصرہ ناول مرشد

سارہ عمر
سعودی عرب

مرشد ناول مصنف ساحر جمیل سید کی تخلیق ہے۔ یہ ناول قسط وار اقساط میں فیس بک پیج کتاب کیفے پہ شائع ہو رہا ہے۔ ناول اس غرض سے پڑھنا شروع کیا کہ شاید مکمل ناول ہو مگر اس کی ہر قسط ہی تجسس اور ایکشن سے بھرپور ہے۔ دو دن اس ناول کے علاوہ میں کچھ نہ دیکھ سکی نہ سن سکی۔ بس سوتے جاگتے مختلف اوقات میں 43 اقساط پڑھ ڈالیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں تجسس کا عنصر اس قدر نمایاں ہے کہ قاری کو آنے والے ہر لمحے کے لیے تجسس رکھتا ہے۔ اس کا انداز بیاں نہایت رواں اور قاری کو اپنے سحر میں جکڑے رکھنے والا ہے۔

مرشد ناول کے نام پہ غور کیا جائے تو یہ ایک روحانیت پہ لکھا ناول معلوم ہوتا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ ناول کا نام ہیرو کے نام پہ ہے جو پیدا تو بازار حسن میں ہوا مگر اس کی کوئی ادا یہاں کے مکینوں کی طرح نہیں۔ اس کی واضح وجہ اس کے باپ کی نجیب الطرفین ذات ہے۔ کہتے ہیں کہ عادتیں نسلوں کا پتہ دیتی ہیں بالکل اسی طرح مرشد کی عادتیں بھی اس کے خون کا پتہ دیتی ہیں۔ ساحر صاحب نے مرشد کے کردار پہ خاص توجہ دی ہے وہ نمازی بھی ہے، قول کا پکا اور ماں کا فرمابردار بھی لیکن ایک خامی ہے کہ شراب پیتا ہے اور ام الخبائث کو بھر بھر کر پیتا ہے۔ جو کہ اس کا ذاتی فعل ہے اور وہ اس کو ٹھیک تصور کرتا ہے۔

کہانی کی ہیروئین حجاب بی بی ہے جو سادات خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ حجاب کا خاندان نہایت عزت دار ہے مگر یہ معصوم لڑکی ناکردہ گناہوں کی سزا پاتی ہے۔ نازیہ اور اسرار کو پیار محبت کی پینگیں بڑھانے سے منع کرنے کے باوجود حجاب کے اوپر ہی زمین تنگ کر دی جاتی ہے۔ کہانی کا سب سے سنگین موڑ تب آتا ہے جب چوہدری فرزند علی اس سیدزادی کو بیداری سے گھسیٹتے ہوئے حویلی لے کر جاتا ہے اور اس وقت سے لے کر اب تک کبھی وہ چوہدری فرزند کے ہاتھوں مار کھاتی ہے، کبھی چوہدری اکبر کی محکوم بنتی ہے تو کبھی نزہت بیگم کے ہاتھوں ذلیل ہوتی ہے۔ ہر مرد اس کو ہوس بھری نظروں سے دیکھتا ہے لیکن اس کے باوجود ابھی تک اس کی عزت محفوظ ہے کیونکہ مرشد اور حسن آراء نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔

حسن آراء مرشد کی ماں ہے اور یہ طوائف میر ارشد اللہ سے نکاح بھی کرتی ہے مگر آگے کی کہانی ابھی کھلی نہیں ہے کہ کیا حسن آراء شادی کے بعد ارشد اللہ کے ساتھ رہتی بھی کہ نہیں؟ کیا وہ ابھی تک اس کے نکاح میں ہی ہے کیونکہ ایک جگہ ذکر ہوا کہ اب تک وہ میر ارشد اللہ کا انتظار کر رہی ہے کیا وہ طلاق یافتہ یا بیوہ ہے؟ ادھر ایک الجھن یہ بھی ہے کہ کیا میر ارشد اللہ کا خاندان اس بات سے واقف ہے کہ اس کی حسن آراء سے کوئی اولاد بھی ہے؟ کیونکہ اگر وہ اس بات سے واقف ہیں تو انہوں نے کس طرح ایک لڑکے کو ایسی جگہ چھوڑ دیا؟ یعنی میر ارشد اللہ جیسے خاندانی اور امیر شخص کی اولاد کس طرح ایک ایسے علاقے میں پرورش پا سکتی ہے یا تو اس کا خاندان ناواقف ہے یا پھر حسن آراء اور میر صاحب کے بیچ اس کے متعلق کوئی معاہدہ ہوا ہے۔

ایک اور تجسس کی کڑی اس عورت کی بھی ہے جس نے مرشد کو قید سے آزاد کروایا ہے اور وہ حجاب کی ماں کا پتہ بھی جانتی ہے۔ وہ کون ہے اور کب اس کے متعلق راز افشا ہوگا شدت سے انتظار ہے۔

حجاب جیسی دھان پان سی لڑکی کے پیچھے کئی لوگ لگے ہوئے ہیں۔ ابھی 43 اقساط تک مرشد کو بالآخر حجاب مل ہی گئی جسے ڈھونڈنے کے لیے وہ کتنی صعوبتیں اٹھا چکا ہے اب آگے انہوں نے بلوچستان جانا ہے تاکہ حجاب کو اس کے پھوپھا کے حوالے کیا جا سکے۔ یہاں ایک راز اور بھی موجود ہے ہوسکتا ہے ڈپٹی اعوان کی بات سچ ہو اور یہ سب کیا دھرا حجاب کے پھوپھا کا ہو اور جب وہ لوگ بلوچستان پہنچیں پھوپھا نہ صرف شادی سے انکار کر دیں بلکہ حجاب کے کردار پہ بھی تہمت لگائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ بازار حسن بھی رہ چکی ہے اور مرشد کے ساتھ بھی۔ حجاب کے پھوپھا کہ مرشد سے بھی دشمنی ہے اور وہ اسے مروانا چاہتے ہیں کیونکہ مرشد ہی ارشد اللہ کا بیٹا ہے اور حجاب کے پھوپھا یقینا میر صاحب کے ہی خاندان سے ہیں کیونکہ جن آغا جی کا ذکر کیا گیا ہے وہ زریون کے باپ اور مرشد کے تایا ہوں گے۔ اس طرح یقینا حجاب اور مرشد کا تعلق ایک ہی خاندان سے نکلے گا۔

بے شک کہانی میں سادات کی بے حد عزت اور تکریم کے متعلق دکھایا گیا ہے جو کہ سچ ہے آج کے زمانے میں بھی لوگ سیدوں کی بے تحاشا عزت کرتے ہیں۔ چونکہ میں خود سید خاندان سے ہوں الحمدللہ تو اس کے کئی نظارے دیکھ چکی ہوں۔ کوئی سادات کا نام نہیں لیتا شاہ جی شاہ جی پکارتے ہیں کوئی سادات سے پیسے نہیں لیتا۔ سادات اپنے خاندان کے باہر شادی بھی نہیں کرتے اور واقعی ان کی بہت ہی عزت کی جاتی ہے مگر یہاں دھرا معیار دکھایا گیا ہے کہ سید ہوتے ہوئے بھی زریون بازار حسن کی طوائف کا اسیر ہو گیا۔ سید ہوتے ہوئے بھی حجاب کے پھوپھا مرشد کو مروانا چاہتے ہیں۔ سید ہوتے ہوئے بھی اسرار ایسی حرکت کرتا ہے جس کا خمیازہ اس کا سارا خاندان بھگتتا ہے۔

اس کہانی کا سب سے برا کردار ذاتی طور پر نازیہ کا لگا جو تیلی لگا کر منظر سے ہی غائب ہے نہ وہ یہ حرکات کرتی نہ اسرار پھنستا نہ حجاب اس طرح ذلیل و خوار ہو کر در در کی ٹھوکر کھاتی۔ نازیہ کے ساتھ بھی برا ہوتا دیکھنا چاہیے اس کے ظالم باپ نے حسن آراء کی زندگی حرام کی، اس کے ظالم بھائی نے حجاب کو رسوا کر دیا اور اس پہ زمین تنگ کر دی۔ اس لیے نازیہ کو ویسی ہی سزا ملنی چاہیے جو اس کے بھائی دوسروں کو دیتے ہیں کتے چھوڑ دینا، گولیوں سے بھون دینا یا سر عام بے لباس کر دینا جو جس کی بہن کے لیے اتنی غلاظت رکھتا ہے اس کی بہن کا انجام بھی ایسا ہو تاکہ دوسروں کی تکلیف کا اندازہ ہو سکے۔

چوہدری فرزند، چوہدری اکبر، ڈپٹی اعوان اور دیگر تمام لوگ جو مرشد اور حجاب کے پیچھے ہیں قرار واقعی سزا کے مستحق ہیں۔ ان کا مکافات شروع ہوگا تو قاری کو دلی سکون ملے گا کہ دشمن اپنے انجام کو پہنچ گیا مگر مجھے لگتا ہے ابھی اس میں بہت وقت ہے اور مصنف نے ان کی رسی دراز کر رکھی ہے۔

کہانی میں ہر منظر کی بہترین منظر نگاری کی گئی ہے کہ لگتا ہے پوری کہانی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چل رہی ہے۔ ہر ہر منظر کی بہترین وضاحت کی جاتی ہے بہت اتفاقی نہیں ہے جو کہ مجھے اچھی لگی کہ مکالمے ایسے لگتے ہیں کہ اس کردار کی شخصیت کا حصہ ہیں یعنی طوائف، چوہدری، میر صاحب سب کے مکالمے الگ الگ لہجے کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہ ناول کی کامیابی ہے۔ امید ہے آگے کی اقساط میں کہانی کے راز پہ سے پردہ فاش ہوگا۔ اس کہانی بہت عرصے بعد جاسوسی اور سسپنس ناول کی یاد تازہ کر دی۔ کہانی کا پلاٹ بہت مضبوط ہے اور اس کے اختتام کا قارئین کو شدت سے انتظار رہے گا۔ امید ہے اس کا اختتام ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع فراہم کرے گا۔